هُوَالمُستَعَان

ارشاد الغبی

الیٰ

اسلام آباء النبی

حسب فرمائش مولوی خدایار - نور احمد - نور محمد - فیض احمد صاحبان

تاجران کتب ملتان شہر اندرون بوہر دروازہ

مؤلفہ

مولوی محمد برخوردار صاحب ملتانی مدرس اول انجمن اسلامیہ ملتان

مطبع ہاشمی میرٹھ میں چھپا

طبع اول جلد ۱۰۰۰ قیمت ۲ر اگست ۱۸۹۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی ہو رحمۃ للعلمین و علیٰ آلہ الذین کانوا فی دین
اللہ جاہدین ۔ **اما بعد** فقیر حقیر محمد برخوردار ملتانی بخدمت برادران ایمانی و شیفتگان حبیب یزدانی عرض پرداز
ہے کہ گو مسئلہ اسلام والدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درمیان علماء اہل سنت کسیقدر مختلف رہا اور احادیث بھی اس
مسئلہ میں ایسے پیرایہ میں آئے کہ ظاہر بینوں یا کم نظروں کو (گو بعض اہل کمال بھی اس دھوکہ میں آگئے) چھیڑ چھاڑ
کرنیکا موقعہ ملا تاہم یہ کون کہہ سکتا ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے کہ جنپر حدیث و روایت کا مدار ہے ان کم نظروں کو گھر
تک نہیں پہنچایا یا ان بزرگوں کے مقابلہ میں انکی شہادتیں کچھ بھی قابل اعتبار یا وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں ۔ اصول روایت
میں یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے کہ اگر کسی واقعہ کے اثبات و نفی میں برابر درجہ کی شہادتیں ہوں تو اثبات کو ترجیح ہوگی ۔ باقی
حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین شریفین کے ثبوت اسلام کے مقابلہ میں عدم ثبوت کی شہادتیں بالکل کم رتبہ ہیں بلکہ
کوئی حدیث صحیح کفر کے بارہ میں نہیں آئی چہ جائیکہ مساوات ۔ علی قاری سے تعجب ہے کہ وہ بھی اس غلطی کے حامی ہوئے
اور جرأت کر کے تین رسالے حضرت کے والدین کی تکفیر میں لکھے لیکن از روئے انصاف یہ ہے کہ قاری صاحب اس دعوے کو
پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچا سکے اور ضرور تھا کہ نہ پہنچا سکتے ۔ اور بسبب اس بے ادبی کے جو ضرریں علامہ قاری کو
پہنچیں وہ کتب قوم میں مسطور اور البتہ عوام پر مشہور ہیں ۔ حافظ عبد العزیز پرہاری تحریر کرتے ہیں کہ جب قاری صاحب نے
شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کے والدین کی تکفیر میں رسالہ لکھا اور رات کو اس نیت سے سویا کہ صبح اسے مشتہر کرونگا ۔ تو
صبح کے اٹھتے ہی سیڑھی سے پاؤں پھسلا اور ٹانگ ٹوٹ گئی اور اسی شب کو علی قاری کو شیخ ابن حجر ہیتمی صاحب نے
خواب میں دیکھا کہ علی قاری کی ٹانگ بسبب کسی جرأت سیئہ کے گزند رسیدہ ہوئی انتہی مختصراً ۔ افسوس ہے کہ علامہ صاحب
باوجود اس تنبیہ کے باز نہ آئے اور اپنے علمی جوش کو مغلوب نہ کر سکے ۔ محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن
الحادی عشر میں لکھتے ہیں کہ ملا قاری نے ایک رسالہ مشتمل بر اسارت ادب والدین آنحضرت لکھا ۔ اگر یہ رسالہ نہ لکھا جاتا
تو علامہ کی تالیفات و تصنیفات سے دنیا مملو ہو جاتی ۔ فقیہ محمد بن مرتضیٰ علی قاری کے حق میں یوں نگارش کرتے ہیں کہ

اس سے تعجب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی تکفیر میں مُہمل اور قافیہ دار کلام بنا کر ایک رسالہ رکھا شاید ملک (ہرات) کی سردی نے اسکے سر میں اثر کیا جس سے اُسکی عقل پریشان اور مختل ہوگئی (تنبیہ الضلول)۔ تاج المکلل میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء و اولیاء نے قاری کی کتب کے مطالعہ تک کا کرنا منع کر دیا ہے۔ کیونکہ اُسنے بسبب تعصب کے بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہے۔ مولوی عبدالحی لکھنوی نے مقدمہ تعلیق الممجد میں اسطرح خبر دی ہے کہ علی قاری کی کتابیں مفید ہیں اگر بعض کتابوں میں تعصب کرتا تو بہت ہی فائدہ مند ہوتیں۔ قول مستحسن میں اسکی بُری طرح خبر لی ہے۔ مگر آخر کار یہ بھی لکھا ہے کہ یقال انہ تاب فی آخر عمرہ یعنی کہا گیا ہے کہ آخیر عمر میں توبہ کے ساتھ ممتاز ہوا تھا۔ جو علماء حضرت کے والدین کے اسلام اور ناجی ہونیکے قائل ہیں اُنہیں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں علامہ ابن حجر مکی صاحب فتح الباری۔ ابن حجر ہیتمی امام رازی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ امام قرطبی۔ امام غزالی۔ علامہ صلاح الدین۔ محب الدین طبری۔ علامہ زرقانی۔ حافظ عبدالعزیز پرہاری۔ محمد بن فضل اللہ۔ علامہ سیوطی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ علامہ سیوطی نے تو اس مسئلہ میں لگاتار چھ رسالے تحریر کیے ہیں جنمیں سے بعضے مطبوع ہو کر مفید خلائق ہوئے مگر بسبب عربی ہونیکے عوام بیچارے اُن سے مستفید نہو سکے۔ لہذا مجھے بعض احبہ نے یہ تحریک دلائی کہ اگر اُن رسائل کے مضامین کا خلاصہ زبان اُردو میں کر دیا جائے تو علاوہ اس امر کے کہ عوام فائدہ مند ہوں عاقبت کے لیئے نہایت عمدہ ذخیرہ ہوگا۔

مجھے اسکی ضرورت پہلے بھی معلوم ہو چکی تھی ایکدن اتفاقاً میں ایسے مجمع میں پہنچا جو کچھ بحث مسائل کر رہے تھے اچانک وہ بحث مرحلہ طے کرتی ہوئی یہاں تک پہنچی کہ آیا والدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مومن ہیں یا کافر۔ ناجی ہیں یا ناری۔ اس مجمع کے اکثر آدمی تو دنگ ہوگئے کہ یہ کیا مسئلہ ہے کہ بے موقعہ بے محل (موذن بانگ بے ہنگام برداشتہ) واقعہ ہوا ہے۔ مگر ایک شوخ چشم جو بیباکی میں تمام حاضرین پر سبقت رکھتا تھا جھنجلا کر بولا کہ والدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) کافر ہیں نہ ناجی اور ساتھ ہی یہ کہدیا کہ احادیث میں اسیطرح آیا ہے اِس کلام کے سنتے ہی صرف میرے نہ بلکہ ہر ایک مسلمان کے جو وہاں موجود تھے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور ضرور ہے کہ ہر ایک مسلم کے جو ذرا بھی اس رحمۃ للعالمین بشیر۔ نذیر۔ خاتم النبیین خیر البشر۔ نبی الامین سے محبت رکھتا ہوگا رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہونگے کیونکہ ایسا نبی جسکی تعریف کرنے میں بجز جل وعلا تمام جن وانس قاصر ہوں وراسی مصرعہ پر کفایت کریں

کہ خدا سے پوچھیے شان محمدؐ اور ایسا رسول جسکی ذات پاک میں کل اوصاف حمیدہ جمع ہوں جو فرداً فرداً

گذشتہ انبیاء و رسل میں پائے جاتے تھے ؎ حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری - آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
اور کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ خدا کی صفت بے نظیری کا نبی الامی بے نظیر ظہور ہے - ع جدا نغاز رنگ توکی قصہ مختصر
اور خداوند کریم تو ندا میں نام تک لینے کا روادار نہو بلکہ یٰس یا ایہا النبی - یا ایہا الرسول کے خطاب سے عزت بخشے
اور سورہ حجرات میں ایمانداروں کو بھی یہ حکم دے کہ اے مومنو اپنے آوازونکو نبی کی آواز پر بلند نکرو اور اس سے
کہکر نہ بولو جیسے آپسمیں بولا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں پھر یہ بھی فرمایا کہ اے میرے
حبیب جو آپکو حجرہ کے باہر سے پکارتے ہیں اُنمیں سے اکثر بیوقوف ہیں الخ - افسوس ہے کہ ایک دنے آدمی ایسے
نبی کے والدین کو کافر اور نبی کو کافر کا بیٹا قرار دے الامان الامان - کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا
کذبا مجھے اس موقعہ پر ایک حدیث یاد آئی ہے جسکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جناب سید المرسلین شفیع
المذنبین فرماتے ہیں ما اوذی احد مثل ما اوذیت یعنے جتنا میں ایذا دیا گیا ہوں کوئی ایذا نہیں دیا گیا - دوسری
حدیث اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل - اگر حضرت کی ایذا کے مجموعہ کا شیرازہ ادھیڑ کر ناظرین
کو دکھلایا جائے تو یقین ہے کہ مومنین سے بہت کم ایسے ہونگے کہ جنکے صدور ان صدمات کے دیکھنے سے
چور چور نہو جائیں بلکہ یقیناً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر انسان سلیم القلب حضرت کے اُن واقعات جانگداز کا ذکر کرے جو
آپ کی ذات والا صفات سے تعلق رکھتے ہیں تو کیا ممکن ہے کہ قبل از اختتام اُسکا سینہ ہمیشہ نہ جائے اور قلم چیخ
کر رکنہ جائے باجمال کے طور پر کچھ اشارہ کیا جاتا ہے جس سے ہر عاقل سمجھ لیگا کہ حدیث مذکورہ کہاں تک وسعت رکھتی
ہے اور ساتھ ہی یہ معلوم ہوجائیگا کہ انی اوذیت جوامع الکلم کی کیا مقدار ہے - آنجناب کو جو تکالیف و ایذائیں
پہنچیں وہ دو پہلو رکھتی ہیں یعنے بعض تکالیف وہ ہیں جو کفار ناہنجار سے وقوع میں آئیں مثلاً انکار نبوت کے علاوہ حضرت
کو (معاذ اللہ) شاعر ساحر کذاب مفتری وغیرہ وغیرہ کہنا - تاتا وغیرہ سے بندش حتےٰ کہ ہجرت تک نوبت آئی ؎

ہمسایہ چوں بسوختن ما رضا نداد
رفتیم در محلہ بیگانہ سوختیم

بازار کا لین دین بند - جادو کرنا - قتل کے مشورے حضرت کے متعلقین اور حاشیہ نشینوں کو طرح طرح کے ایذا
دینے بعضونکو چوسیخا کرنا بعضونکو دھوپ میں جلانا بعضونکو چابک چھڑی سے پیٹنا صحابی سعد کے لقب
انکو یاد کرنا - دوسری وہ تکلیفیں ہیں جو اہل اسلام سے صادر ہوئیں جنکا ذکر کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو

آتا ہے کہ باوجود دعاوی اسلام کفار کے بھی کان کاٹ ڈالے سب سچ یہ شعر یاد آتا ہے۔ ۵

گر مسلمانی ہمیں ست کہ حافظ دارد   آہ اگر از پے امروز بود فردائے

مثلاً حضرت کے خاتم النبیین ہونیکا انکار عصمت النبی میں قسم قسم کے خدشے۔ کذب علی الرسول مسجد نبوی کی ہتک مدینہ عالیہ میں زنا کی عام اجازت تھے کہ سیکڑوں کنواری عورتوں کی بکارتیں توڑی گئیں ہزار عورت کو زنا کا حمل ہوا (جذب القلوب۔ حدیث الغاشیہ۔ تسلیۃ المصاب)۔ نواسۂ نبی شہزادہ امام حسین علیہ السلام کا تو ایک ایسا جانکاہ واقعہ ہے کہ جسکی نظیر آدم علیہ السلام سے لیکر تا دم حال نہیں ملتی مگر اہل نبوۃ کا کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جسکا تذکرہ بغیر آبدیدہ اور آہ سرد کھینچنے کے کیا جائے۔ شاہزادہ امام حسین علیہ السلام کے واقعہ سے جو تکلیف حضرت کو پہنچی اس حدیث سے عیاں ہے جو تاریخ الخلفاء میں بروایت ابن عباس بیہقی کی کتاب سے نقل کی گئی ہے ابن عباس فرماتے ہیں کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زوال کے وقت دیکھا کہ آپکے بال پراگندہ اور غبار آلودہ تھے اور ہاتھ مبارک میں ایک شیشہ (بوتل) تھا جو خون سے بھرا ہوا تھا مینے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا خون ہے جواب میں فرمایا کہ یہ امام حسین اور اسکے ہمراہیوں کا خون ہے آج صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں ابن عباس فرماتے ہیں مینے وہ دن یاد رکھا پھر تحقیق کی تو وہی دن امام شہید کی شہادت کا تھا۔ القصہ حضرت کو انواع اقسام کی تکلیفیں دی گئیں یہانتک نوبت آئی کہ حضرت کے والدین کی تکفیر میں رسالے لکھے گئے خلاصہ یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جبدن سے مبعوث ہوئے تا آخر حیات سارا زمانہ تحمل اذے و محن میں گذرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر حجاج ظالم کے جور وجفا پر نظر کیجائے تو اس سے بھی سر کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اُسنے بھی حضرت کے صحابہ اہلبیت علماء فضلا کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا امام شعرانی نے لکھا ہے کہ اُن بزرگان دین کی تعداد جنہیں حجاج نے تہ تیغ کیا ایک لاکھ بیس ہزار ہے حضرت عمر بن عبد العزیز نے نہایت سچ کہا ہے کہ اگر تمام پیغمبروں کی امتیں ملکر اپنے اپنے زمانہ کے بدکار ذکر و پیش کریں اور ہم صرف حجاج کو اگر حجاج ظلم میں یزید سے کم تو نہ تھا تو واللہ ہمارا پلہ بھاری نکلیگا (سیرۃ النعمان)۔ بیت

اگر جملہ را سعدی انشا کند   مگر دفترے دیگر املا کند

اسی لیے حجاج نہیں بلکہ یزید و ابن زیاد بلکہ تمام ظالمین اکثر اہل علم کے نزدیک مستحق لعنت ٹھیرے۔ ۵

گر گرد در ہمہ عالم کمان ظلم بزہ — کہ تیر لعنت جاوید را نشانہ نشد

جب یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و اہل بیت و صحابہ ہمیشہ ہدف تیر بلا رہے ہیں اور کبھی مصیبت میں مضطر و مضطرب ہو کر انھوں نے دامن صبر کو ہاتھ سے نہیں دیا اور اجر بے حساب شکیبائی کو جزع فزع سے برباد نہیں کیا تو ہمیں بھی ضروری و لازمی ہے کہ انقلاب زمانہ سے کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں اور بمضمون انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ اپنے رب غفور کے آگے لب ہلائیں اور سر جھکائیں کیونکہ یہ بات ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ عیش کو بقا ہے نہ طیش کو استواری نہ خوشی کو قیام ہے نہ اندوہ کو مقام پھر مصائب میں واویلا کرنا ہر کس و ناکس کے آگے مارا مارا پھرنا اور کہ در بے فریاد رسی چاہنا بجز اسکے کیا ہوگا کہ عاقبت کی بربادی اور مصائب کی مضاعفت ہو۔ رباعی

از دہر جفا پیشہ وفائے نتواں یافت — وز گردش ایام صفائے نتواں یافت

زخم دل مجروح جگر سوختگاں را — سازندہ تر از صبر دوائے نتواں یافت

کجا بود اشہب کجا تاختم۔ چونکہ میں دل دکھا تھا اور بعض احبہ کی بھی درخواست ہوئی کہ سیوطی وغیرہ کے مضامین کا خلاصہ مسئلہ والدین آنحضرت میں اردو کیا جائے (جیسے گندا) ناچار باوجود بے بضاعتی کے میں نے یہ رسالہ لکھا اور نام اسکا ارشاد الغبی الی اسلام آباء النبی رکھا وما توفیقی الا باللہ۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میں نے چھ رسالے حضرت کے والدین کے ثبوت اسلام میں لکھے ہیں اور ساتھ ہی یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ناجی ہیں اور آخرت کو بہشت میں داخل ہونگے۔ چنانچہ اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ ہاں اس امر میں ائمہ باہم مختلف ہیں کہ وجہ نجات کیا ہے اسکے چند طرق ہیں **طریق اول** یہ ہے کہ حضرت کے والدین جاہلیت کے ایسے تاریک زمانہ میں پیدا ہوئے کہ تمام زمین کے طبقوں پر جہل چھا گیا تھا اور کوئی اللہ کا پیغام پہنچانیوالا روئے زمین پر نہ تھا جو انہیں تبلیغ کرتا علاوہ براں یہ دونو بزرگ بہت چھوٹی چھوٹی عمر میں جان بحق ہوئے۔ حافظ صلاح الدین لکھتے ہیں کہ حضرت کا والد ماجد اٹھارہ برس کی عمر میں اور والدہ ماجدہ قبل از ۲۰ سال رحلت گزیں ہوئے ایسی چھوٹی عمر میں باوجود ظلمت زمانہ اور عدم وجود مبلغ رشد حاصل کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اور ہر ایک انسان جسے دعوت الہی نہ پہنچی ہو شرع شریف کے اسکے لئے یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ یہ ناجی ہے اور بغیر عذاب نکال بہشت میں داخل ہوگا۔ تمام اشاعرہ و شوافع کا یہی مذہب ہے بلکہ امام شافعی خود بنفس نفیس اسکے مصرح ہیں اور قرآن شریف سے بھی چند آیات اسی طریقہ کے مثبت ہیں از انجملہ یہ آیت ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ترجمہ خداوند جل و علا فرماتے ہیں ہم کسیکو

عذاب کرنے والے نہیں ہیں جبتک کہ رسول نہ بھیجیں یہ مسئلہ فقہیہ ہے جو کتب فقہ میں مسطور ہے اور اس اصولی قاعدہ کی فرعوں میں سے ایک فرع ہے جسپر ہمارے اشعری امام متفق ہیں اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ شکر منعم کا سمعاً واجب ہے نہ عقلاً اور یہ قاعدہ علم کلام کے اس قاعدے کیطرف رجوع کرتا ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حسن و قبح اشیار عقلی ہے لیکن اشاعرہ کے جمیع ائمہ اسکے انکار پر متفق ہیں یعنے حسن و قبح اشیار کا انکے نزدیک شرعی ہے نہ عقلی چنانچہ کتب کلام و اصول میں ثبت ہے حضرات ائمہ نے ان دونو قاعدوں کے بیان کرنے اور انپر دلائل قائم کرنے اور ساتھ ہی مخالفین کی حجتیں باطل کرنے میں بہت ہی طوالت کی ہے خصوصاً امام الحرمین غزالی فخر الدین رازی۔ ابن سمعانی قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہم نے تو کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مخالفین کی جسطرح خبر لینی چاہیے تھی لی۔ اور یہ قاعدہ کہ جسے دعوت الٰہی نہیں پہنچی اصول کے دوسرے قاعدہ کیطرف رجوع کرتا ہے وہ یہ ہے کہ غافل مکلف نہیں اور اصول میں اسکی تصویب بھی ہو چکی ہے۔ دلیل اسکی قول رب العالمین ہے ذلك ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غافلون ترجمہ اسواسطے کہ نہیں ہے پروردگار تیرا ہلاک کرنے والا بستیوں کا ساتھ ظلم کے اور وہاں کے لوگ بیخبر ہوں ائمہ مذکورہ اس امر پر متفق ہیں کہ جسے دعوت الٰہی نہیں پہنچی وہ بیشک جنتی ہے مگر الفاظ اور طرز کلام میں کسیقدر ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ ناجی ہے۔ بعض تحریر کرتے ہیں کہ وہ فطرت پر ہے بعضے اُسے مسلمان کہتے ہیں اور بعضے یوں فرماتے کہ وہ مسلمانوں کے حکم میں ہے۔ حضرت کے والدین شریفین بھی اسی میں شامل ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حضرت کے والدین اہل فطرت میں ہیں اور اہل فطرت کے بارے میں احادیث بایں طور وارد ہوئے ہیں کہ قیامت کے دن انکا امتحان ہوگا یعنی چند احکام بتلائے جائینگے جسنے اطاعت کی جنتی اور جسنے اطاعت نکی ناری ہوگا احادیث اس مسئلہ میں بکثرت موجود ہیں لیکن صحیح الاسناد تین حدیثیں ثابت ہوئی ہیں گو دوسرے احادیث بھی کثرت طرق کے سبب سے حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہیں مضمون ہر ایک حدیث کا ملتا جلتا ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن [illegible] اہل فطرت بیوقوفوں۔ بہروں۔ گونگوں۔ اور ان بڈھوں کو جو مدرک اسلام نہیں ہوئے جمع کرکے ایک رسول انکی طرف بھیجیگا جو اسکی اطاعت سے مشرف ہوگا بہشت میں اور جسنے اطاعت نکی دوزخ میں داخل ہوگا۔ حافظ [illegible] ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت کے تمام آباء و اجداد جو فطرت کے زمانوں میں انتقال کرتے رہے یہ امید ہے کہ وہ امتحان میں کامیاب ہونگے تاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ حافظ عماد الدین یوں رقم

فرماتے ہیں کہ اہل فطرت سے گو بعض لوگ امتحان میں ناکامیاب ہونگے لیکن انجناب علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین بسبب
شفاعت شفیع المذنبین ضرور ہی کامیاب ہونگے۔ ابن تمام نے اپنے فوائد میں بسند ضعیف ابن عمر سے روایت کی ہے کہ
حضرت نے فرمایا میں قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت کرونگا۔ ابو سعید نے کتاب شرف النبوۃ میں عمران بن حصین سے
روایت کی ہے کہ انجناب نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے عرض کی کہ میرے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے اللہ تعالے نے میری
عرض قبول کی ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ولسوف یعطیک ربک فترضی کی ذیل میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کی رضا میں سے یہ ہے کہ انکے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جو احادیث اس
مطلب کے خلاف ہیں وہ منسوخ ہیں اور ان احادیث اور آیات مذکورہ سے وہ پہلے وارد ہوئی تھیں جیسے بہت احادیث مشرکین
کی اولاد کے ناری ہونیکے باب میں جناب نبوی سے صادر ہوئی ہیں پھر آخر الامر یہ حکم ہوا اسیطرح قبل نزول آیۃ ولا تزر وازرۃ
وزر اخری مردوں کو بسبب نوحہ کرنے اہل بیت کے عذاب کا حکم تھا۔ اسیطرح وہ حدیثیں ہیں جنمیں ذکر کیا گیا ہے کہ مجھے یونس
ابن متے علیہ السلام سے اچھا نہ کہو اور یہ بھی حدیث مسلم میں ہے کہ آپکو کسی نے خیر البریۃ کہا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیر البریۃ
ابراہیم ہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ یہ خبریں ہیں اور اخبار میں نسخ نہیں ہوتا تو
جواب یہ ہے کہ یہ خبریں اسطرح کی نہیں ہیں جنمیں نسخ نہو والا یہ لازم آویگا کہ ہمارے نبی بہت پیغمبروں سے کم رتبہ ہیں وہو خرق
الاجماع انتہی ملتقطا۔ بعض مالکیہ نے طرز جواب میں یہ پہلو اختیار کیا ہے کہ جو حدیثیں حضرت کے والدین کی عدم نجات پر
دال ہیں وہ آحاد ہیں آیات قطعیہ (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واہلہا غافلون)
کا مقابلہ و معارضہ نہیں کر سکتیں۔ باقی رہا بیضاوی کا یہ کہنا کہ آیۃ ولا تسئل عن اصحاب الجحیم حضرت کے والدین کے حق میں
نازل ہوئی ہے غلط ہے اول تو قاضی بیضاوی صاحب فن منقول میں بالکل کم رتبہ ہیں احادیث موضوعہ اور صحیحہ میں تمیز
کرنا نہیں جانتے دوسرا اپنی تفسیر میں بہت غلط مسئلہ بیان کیے ہیں کہ جو اہل سنت کے خلاف ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
لکھتے ہیں کہ انہوں نے وہ بیجا مسائل لکھے ہیں جس سے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں تیسرا اختلاف دیگر مفسرین معتبرین سے
بخاری جو اصح الکتب کے رتبہ سے ممتاز ہے اسکے خلاف بیان کرتا ہے۔ اخطب المفسرین ابو سعود افندی قاضی
بیضاوی کے خیال کی تردید کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ بیضاوی کا اس آیۃ شریفہ کو اسپر محمول کرنا کہ اللہ تعالے نے حضرت رسول
کریم کو اس آیۃ میں اپنے والدین کے استفسار حال سے منع فرمایا بالکل نظم کلام کریم اسکی موافقت نہیں کرتی

سے تعجب ہے کہ انہوں نے باوجود دعوےٰ حدیث و قرآن دانی کے لطائف البیان میں بجائے علامہ سیوطی کی توہین کی اور ایک مرسل حدیث اور منقطع اثر سے یہ حکم دیدیا کہ یہ آیۃ مذکورہ حضرت کے والدین کے حق میں نازل ہوئی اور ساتھ ہی یہ کہدیا کہ حضرت کے والدین کے ثبوت اسلام میں کوئی حدیث صحاح اور غیر صحاح میں نہیں اور علاوہ ازاں اشارہ بھی کردیا کہ حدیث صحیح تو بجائے خود ضعیف بھی نہیں پھر یہ بھی تحریر فرمایا کہ انکے کافر ہونے سے حضرت کو کونسا دھبہ لگتا ہے کہ اتنی طوم طراق کی جائے انتہی ملتقطا۔ میں کہتا ہوں افسوس ہے کہ نواب صاحب نے قلم کو ہاتھ میں لیکر جو چاہا لکھدیا۔ کوئی روایت صحیح لکھی نہ درایت سے کام لیا۔ مفسرین معتبرین کی کلام سے بالکل موافقت نکرنی چاہی ہاں باوجود غیر مقلد ہونیکے اس موقع پر بیضاوی کی جو اس موقع میں بر مذہب زمخشری کا مقلد تھا کما فی حاشیۃ البیضاوی) تقلید کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ آیۃ مذکورہ حضرت کے والدین کے حق میں نازل ہوئی بالکل بعید ہے کیونکہ یہ آیۃ اہل کتاب اور مشرکین کے نصیحتوں کے بیان کرنے کے درمیان میں ہے (حاشیہ جامع البیان)۔ سراج المنیر میں ہے کہ جس حدیث سے آیۃ شریفہ کا نزول حضرت کے والدین کے حق میں بیان کرتے ہیں وہ بالکل ضعیف ہے اور مختار یہ ہے کہ یہ آیۃ اہل کتاب کے کافروں میں اتری۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں اس حدیث و اثر کی نسبت جو نزول آیۃ کا حضرت کے والدین کے حق میں بیان کرتی ہے تحریر کرتے ہیں کہ باوجود ارسال سند و اسناد ایں ہا ہم ضعیف ست و مع ہذا با سیاق کلام چنداں مناسبت نیست۔ تفسیر حسینی میں نزول آیۃ کا یہود کو بتلایا ہے۔ خلاصۃ التفاسیر میں لکھا ہے کہ بعضوں نے جو کہا کہ آپ نے اپنے والدین کا حال دریافت کیا تو یہ ممانعت آئی وہ قابل التفات و اعتماد نہیں۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ آیۃ کا نزول جو ابن عباس سے حضرت کے والدین کے حق میں بتایا گیا ہے صحیح ہے اور میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ اسکا اپنا زعم ہے۔ اگر ہم اسکو صحیح مان بھی لیویں تاہم انکا کفر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مومن بھی کبھی بوجہ اکتساب معصیت اصحاب جحیم سے ہو سکتا ہے حتے کہ کسی شافع کی شفاعت یا سوائے اسکے کوئی اور چیز اُسے پالے یا خود کتاب اسکی مدت تک پہنچ جائے جناب قاضی ثناء اللہ صاحب نے اس تقریر کے بعد حدیث لکھی ہے جس سے حضرت کے آباء کی خیریت ثابت ہوتی ہے پھر سیوطی کی داد دی ہے اور کہا ہے کہ اسنے مخالفین کو خوب ہی جواب دیئے ہیں بعد ازاں فنعم الحکم کہا ہے۔ میں بھی فنعم الحکم کہتا ہوں اور نواب صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت کے والدین کے ثبوت اسلام میں کوئی حدیث صحیح یا ضعیف

نہیں آئی ضعیف ہے کیونکہ اگر یہ فرمودہ الکا قبل از وفات والدین آنجناب صحیح مان لیا جائے تو انکا کافر ہونا ثابت
نہیں ہوتا کل مولود یولد علی الفطرۃ اسکے لئے کافی دلیل ہے باقی شرک وکفر سے انکا آلودہ ہونا شیخ عبدالحق
محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ سے ثابت ہے۔ اگر بعد وفات محمول کیا جائے تو ایک جم غفیر کی مخالفت اور بداہت
کا انکار لازم آتا ہے کما ستقف انشاء اللہ تعالے۔ باقی رہا نواب صاحب کا یہ قول کہ حضرت کے والدین کافر ہوں تو بھی
حضرت کو کچھ دھبہ نہیں لگتا بالکل باطل ہے کیونکہ نبی کا ہر ایک بات میں امت سے بہتر ہونا چاہیے نہ یہ کہ معاذ اللہ
ولد الکافرین ہونا۔ ابراہیم علیہ السلام پر قیاس کرنا بناء الباطل علی الباطل ہے کیونکہ ابراہیم ع کے باپ آذر نہیں
تھے بلکہ آذر چچا تھے کما فی التفسیر الکبیر۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والدین کو بعد از وفات زندہ کرکے
ایمان سے مشرف فرمایا۔ بہت سے امام و حفاظ حدیث اسکے قائل ہیں احادیث بھی بہت ہیں جو اسکی مساعدت کرتی ہیں
گو انکے اسناد ضعاف ہیں مگر بوجہ کثرت طرق حسن بغیرہ کے رتبہ سے خارج نہیں ابن جوزی کا ان احادیث کو
موضوع کہدینا ٹھیک نہوگا کیونکہ وہ اس بارہ میں مطعون ہیں حافظ ابن حجر علامہ سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تصانیف
میں ابن جوزی کو متشدد اور مفرط لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس بندہ خدا نے یہانتک سمند قلم کو ارخا عنان کیا ہے
کہ میدان صحاح بھی اسکے صدمے سے نہیں بچ سکا صحیح مسلم تک کی حدیثوں کو بلا تاویل موضوع کہدیا ہے خطیب
بغدادی ابن عساکر نے جناب عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ آنجناب حجۃ الوداع میں عقبۃ الحجون پر میرے
پاس سے بحالت گریہ و غمناکی گزرے میں بھی حضرت کو روتے دیکھکر رو دی پھر جب آپنے مراجعت کی تو آپکا چہرہ
ہشاش بشاش تھا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمیرا میرے اس اونٹ کی مہار کو لے پس میں مہار کو لیکر اونٹ
کے پہلو سے تکیہ لگا کر کھڑی ہوئی بعد ازاں آپ بہت دیر کے بعد تشریف لائے اور بہت ہی خوشی کی حالت میں تھے
مینے عرض کی (کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) کیا وجہ تھی کہ آپ جب پہلے میرے پاس سے گذرے ہیں تو بحالت
آبدیدہ تھے چنانچہ میں بھی اس حالت کو دیکھکر رو دی اور پھر جو آپ تشریف لائے تو بہت ہی خوشی کی حالت تھی آپنے
فرمایا میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور جناب ایزدی میں والدہ کے زندہ ہونے کی استدعا کی اللہ تعالے نے میری والدہ کو
زندہ کیا وہ مجھہ سے ایمان لاکر پھر ویسی ہو گئیں۔ ابن شاہین محب الدین طبری نے روایت کی ہے کہ رسول خدا

عقبۃ الحجون پر بحالت پژمردگی فروکش ہوگئے جتنا اللہ نے چاہا وہاں رہے پھر وہاں سے واپس تشریف لائے تو خوب ہی فرخندہ حالت سے تھے اور فرمایا کہ مینے جناب عزت کو اپنی والدہ کے زندہ ہونیکا سوال کیا چنانچہ اللہ تعالے نے انہیں میرے لئے زندہ کیا اور وہ میرے ساتھ ایمان لائیں۔ حافظ ابن سید الناس نے بعض صحابہ سے بایں طور روایت کی ہے کہ حضرت کے والدین دونو مسلمان ہوگئے تھے یعنے اللہ تعالے نے انہیں زندہ کیا تھا وہ ایمان کے شرف سے ممتاز ہوکر پھر فوت ہوگئے تھے اور جناب بی بی عائشہ رض سے بھی اس مضمون کی روایت ہے۔ القصہ اس مضمون کی بہت حدیثیں ہیں جو کتب قوم میں مروی ہیں باوجودیکہ یہ حدیثیں بوجہ کثرت طرق حسن بغیرہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ علامہ سیوطی نے انکی تائید میں ایک عجیب بحث لکھی ہے فرماتے ہیں کہ باتفاق امت مرحومہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ جو معجزے یا خصائص پہلے نبیوں کو دیے گئے تھے وہ پورے کے پورے ہمارے نبی کریم کو عطا کئے گئے۔ عیسی علیہ السلام کا معجزہ احیاء میت قرآن شریف سے ثابت ہے پس ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا بھی یہ معجزہ ہو اور وہ بھی حضرت کے والدین کا زندہ ہونا ہے کیونکہ بجز اس واقعہ کے کوئی ایسا امر نہیں ہے جو عقلاً یا شرعاً مستبعد ہو۔ ان اللہ علی کل شئ قدیر۔ شامی حاشیہ درمختار جلد ثالث میں تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالے نے آنجناب پر یہ بھی انعام فرمایا کہ آپکے والدین کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور اس حدیث کی قرطبی و ابن ناصر الدین وغیرہما نے تصحیح بھی کی ہے۔ اور خلاف قاعدہ اکراماً للنبی بعد الموت منتفع بھی ہوئے۔ جیسے بنی اسرائیل کا قتیل اپنے قاتل کی خبر دینے کے لئے زندہ کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی شامی میں ہے کہ اللہ تعالے نے جسطرح اعزازاً للنبی سورج کو بعد غروب لوٹایا تھا تاکہ حضرت علی رض نے صلوۃ العصر پڑھ لی۔ اسیطرح حضرت کے والدین کو بعد الموت زندہ کیا تاکہ وہ ایمان لائے۔ انتہے۔

طریق چہارم یہ ہے کہ آپکے والدین شریفین ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے اور کبھی شرک یا بت پرستی کے زنگار سے ملوث نہیں ہوئے امام رازی اسی طرف مائل ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ حضرت کے تمام آباء آدم علیہ السلام تک صاحب توحید تھے۔ اور اپنی تفسیر میں اسکی صراحت کی ہے۔ بلکہ ہر ایک نبی کے آباء کا یہی حکم ہے۔ اگر کسیکو یہ وہم ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ (معاذ اللہ) کافر تھے

تو جواب یہ ہوگا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں تھے بلکہ چچا تھے ۔ ابن منذر نے بھی اپنی تفسیر میں اسیطرح لکھا ہے ۔ ابن عباس ۔ مجاہد ۔ ابن جریج کے اقوال بھی مشعر باین مضمون کتب تفاسیر میں موجود ہیں چچا کو مجازا باپ کہنا عرب کے محاورے میں بکثرت آیا ہے ۔ قرآن شریف و احادیث مطہرہ سے اسکی بہت نظیریں ملتی ہیں مسلم شریف میں ایک روایت آئی ہے جسمیں آپنے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ عم الرجل صنو ابیہ یعنے چچا باپ کے برابر ہے ۔ قرآن شریف میں ہے نعبد الٰھک و الٰہ اٰبائک ابراھیم و اسمعیل و اسحق اس آیت کے سیاق میں یوں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو سوال کیا کہ تم میرے بعد کسکی عبادت کروگے تو انہوں نے جواب میں یہی کہا جو آیۂ مذکورہ کا مضمون ہے یعنے ہم تیرے اور تیرے باپوں ابراہیم اسمعیل اسحق کے خدا کی عبادت کرینگے اور یہ بالاتفاق ثابت ہے کہ اسمعیل یعقوب کے چچا تھے نہ باپ مگر باپ میں شمار کئے گئے ۔ عرب کے ملکوں میں ابتک شائع ہے کہ ذرا آپکا بڑا ہو تو اسے ابونا کے شرف سے عزت دیتے ہیں ۔ بعض مفسرین نے آیۃ الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین سے حضرت کے والدین بلکہ حضرت کے تمام آبا کا اسلام ثابت کیا ہے یعنے حق تبارک و تعالے فرماتے ہیں کہ اللہ تجھے دیکھتا ہے جب کہ تو کھڑا ہوتا ہے اور پھرنا تیرا سجدہ کرنے والوں میں ۔ استدلال یوں ہے کہ تقلب سے یہ مراد ہے کہ حضرت کا نور مبارک آدم علیہ السلام سے تمام ان لوگوں میں نقل کرتا آیا جو نمازی تھے حتے کہ آپ عبداللہ اپنے والد ماجد کی پیشانی میں جلوہ گر ہوئے ۔ اس تقریر سے جیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت کے تمام آبا مسلمان تھے اسیطرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہیں تھے بلکہ چچا تھے جو مجازا بمحاورۂ عرب باپ کہلائے گئے ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس آیۃ شریفہ کے معنے مفسرین نے بہت کئے ہیں تو ہم اسکے جواب میں کہینگے کہ آیت کا بہت معانی پر مشتمل ہونا ہمارے مقصد کو مضر نہیں کیونکہ آیت کا ہر ایک معنے پر حمل واجب ہوتا ہے یعنے آیۂ شریفہ ہر ایک معنے کو شامل ہوتی ہے ۔ احادیث سے بھی ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں ہمیشہ پاک پشتوں سے ارحام طاہرات میں نقل ہوتا رہا ہوں اور قرآن شریف میں یوں ارشاد ہوا ہے کہ مشرک نجس ہیں پس لابد یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت کے آبا و امہات سب مسلم ہیں ورنہ پاک اور طاہر کے کیا معنے ۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث باین مضمون مروی ہے کہ آپنے

فرمایا میں ہمیشہ بنی آدم کے اچھے لوگوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اور دوسری حدیث باسناد صحیح طرق کثیرہ
سے یوں روایت کی گئی ہے کہ زمین سات مسلمان یا زیادہ ہمیشہ رہے ہیں یعنے سات مسلمانوں سے
زمین کبھی خالی نہیں ہوئی اب ان دونوں حدیثوں کے مضمون کو دیکھا جائے تو بداہتہً یہ ثابت ہوتا ہے
کہ حضرت کے آبا مسلمان تھے ورنہ لازم آویگا کہ یا تو حضرت کے والدین اچھے نہ تھے وہو خلاف الحدیث
یا یہ کہ مشرک مسلمانوں سے اچھے ہوتے ہیں وہو باطل بالاجماع ولعبد مؤمن خیر من مشرک ترجمہ غلام مومن
مشرکوں سے اچھا ہے۔ (وضاحت بر وضاحت) ابن سعد نے طبقات میں ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے درمیان جتنے آبا نوح ہیں تمام مسلمان ہیں اور دوسری روایت میں
ہے کہ آدم و نوح کے درمیان دس قرن گذرے تمام کے تمام شریعت پر تھے مابعد ازان مختلف ہوئے تو
اللہ نے نبی بھیجے۔ قراۃ عبداللہ میں بھی اسیطرح آیا ہے کان الناس امۃ واحدۃ فاختلفوا فبعث اللہ
النبیین پھر نوح علیہ السلام نے دعا کی رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا الآیۃ ترجمہ اے
پروردگار مجھے اور میرے والدین کو بخش اور جو میرے گھر میں ایمان سے داخل ہو۔ اور سام بن
نوح کا مسلمان ہونا بالاجماع مانا گیا ہے بلکہ ایک اثر اُنکے نبی ہونیکا ثبت ہے۔ پھر ابن سعد نے کلبی کے طریق
سے اس طرح روایت کی ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ برابر لوگ اسلام پر رہے حتے کہ نمرود بادشاہ ہوا اور اپنے
زمانہ کے لوگوں کو بتوں کی عبادت پر جھکایا۔ ابراہیم علیہ السلام بھی نمرود کے زمانہ میں تھے اور ابراہیم
کا مسلمان ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ ترجمہ ابراہیم نے اپنی اولاد
میں چھوڑا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ تھا اور نیز بھی قرآن کریم میں ہے کہ واجنبنی
وبنی ان نعبد الاصنام ترجمہ ابراہیم نے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ۔ ابراہیم ع
کی نسبت بھی قرآن شریف میں ہے ربنا انی اسکنت الخ ترجمہ اے میرے پالنے والے تحقیق میں اپنی
اولاد تیرے گھر کے نزدیک ایسی وادی میں چھوڑے جاتا ہوں جو غیر مزروعہ ہے اے رب تاکہ وہ نماز کو
قائم کریں۔ بخاری شریف سے یہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ عرب ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے عمرو بن خزاعی
تک دیندار رہے کوئی ایک بھی کافر نہیں ہوا۔ عمرو بن خزاعی کو عمرو بن لحی بھی کہتے ہیں۔ یہ

عرب کا پہلا شخص ہے جسنے بتوں کی پوجا کی اور ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدلا۔ یہ مضامین سہیلی شہرستانی کی کتب میں مذکور ہیں۔ عمرو بن لحے کا زمانہ کنانہ کے زمانہ کے قریب قریب تھا اور کنانہ مذکور آنجناب کے جد امجد ہیں۔ مسلم و ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا اللہ تعالے نے ابراہیمؑ کی اولاد سے اسمعیل کو برگزیدہ کیا اور اسمعیل کی اولاد سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش پھر قریش سے ہاشم کو پھر ہاشم سے مجھے علامہ ابن حجر عسقلانی اصحاب بدر کے ناموں کی شرح میں ایک حدیث لکھی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ شفیع المذنبین نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام سے منتقل ہوکر اُسکی صلب میں آیا جو زمین کے رہنے والوں سے اچھا تھا۔ پھر اسیطرح پھر اسیطرح یہانتک کہ میں پیدا ہوا۔ قاضی عیاض مالکی نے بااسناد شیر خدا سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے آیۃ لقد جاءکم رسول من انفسکم میں انفسکم کو بفتح الفاء پڑھا۔ ترجمہ تحقیق تمہارے پاس رسول آیا جو تم میں سے پاکیزہ لوگوں سے ہے۔ اور ایک حدیث آپنے یوں ارشاد فرمائی ہے کہ میں تم سے از روئے حسب و نسب و قرابت بہت پاکیزہ ہوں۔ آدمؑ سے لیکر میرے آبا میں کوئی بھی زانی نہیں ہوا کل کے کل نکاح کرتے رہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

خاتمہ

قال اللہ تعالے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ۔ ترجمہ تحقیق جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اُنپر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے۔

قاضی ابو بکر بن العربی مالکی سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی کہے کہ حضرت کے والدین ناری ہیں تو اسکا کیا حکم قاضی صاحب نے فرمایا کہ وہ بحکم آیۃ مذکورہ ملعون ہے اس سے بڑھکر کیا ایذا ہوگی کہ حضرت کے والد کو کہا جائے۔ سہیلی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں بالکل مناسب نہیں کہ ہم حضرت کے والدین پر ناری ہو حکم کریں۔ بعض لوگ یہ خیال کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت کے والدین شریفین مسلمان ہیں تو امام اعظم نے کیوں فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ ابوا رسول اللہ ماتا علی الکفر جواب یہ ہے کہ اول تو نسبت فقہ کی طرف امام ہمام کے باقوال اکثر علما غلط ہے۔ دوم یہ مقولہ ہر ایک نسخہ میں پایا نہیں جاتا۔ لوگ فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف مانتے بھی ہیں تو وہ باہم مختلف الاقوال ہیں دگو اسپر متفق

حضرت کے والدین مسلمان تھے۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ مقولہ مدسوس ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ماتا کے قبل
ایک تھا کسی طرح ساقط ہوگیا یعنے اصل عبارت یوں تھی ابوا رسول اللہ ماماتا علی الکفر اور بعض یہ تقریر
کرتے ہیں کہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر میں ماتا علی الکفر ہے اور فقہ اکبر بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیف ہے جیسے کہ علی قاری کا گمان ہے تو بھی یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کافر ہیں اور ناجی نہیں
چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے فتاوے میں تصریح کی ہے وہو ہذا۔ آنچہ در فقہ اکبر ست
کہ ابوین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ماتا علے الکفر با اثبات بنجات ایشان تناقض ندارد آرے اگر توحید
و برائت از شرک از انہا ثابت شود البتہ مناقض آں خواہد بود نہایت کار ایں مردم ہمین ست کہ بنجات
ثابت مے کنند تفصیل ایں اجمال آنکہ در اثبات بنجات والدین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم علما را سہ مسلک
مسلک اول اینکہ ایشان باوجود کفر و شرکیکہ داشتند معذب نخواہند شد مثل صبیان و مجانین بعلت آنکہ در
زمان فترت بودند و پیش از بعثت پیغمبر بمقتضائے آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا تعذیب قبل از
بعثت مستحق نیست وقد سبق فی ھذا المسلک من المنافاۃ و بریں مسلک عبارت فقہ اکبر صحیح ست زیرا کہ
مدلول وہمیں قدر ست کہ ماتا علی الکفر تعرض تعذیب آنہا دراں عبارت واقع نیست۔ مسلک دوم
آنکہ ایشاں را برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ساختند و اینہا ایمان آوردند و ایں مسلک نیز
با عبارت فقہ اکبر منازعت ندارد۔ ولہذا شمس الدین کردری کہ از اجلہ علماء حنفیہ ماوراء النہر ست در فقہ خود
مے گوید یجوز لعن من مات علی الکفر الا والدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لثبوت ان اللہ تعالی احیاہما حتی امنا
بہ انتہی۔ مسلک سوم اینکہ اینہا بعقل خود یا باستماع از ملۃ ابراہیمی قبح شرک را دریافتہ ترک آں گرفتہ بودند
و توحید را معتقد بودند و اصنام را تعظیم نیکردند و کابرا عن کابر بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را
شنیدہ منتظر قدوم ایشاں و تولد ایشاں بودند و بدل عزم مصمم داشتند کہ ہرگاہ آں مسعود برمنصۂ
ظہور جلوہ گر شود ما از دل و جاں متابعت او اختیار کنیم چنانچہ قصہ نورے کہ در جبین عبد اللہ والد شریف
آنحضرت بود و از بزرگان خود موروث داشت شاہد ایں مدعا ست۔ بیشتر مختار سیوطی در رسالہ خود
ہمیں مسلک ست پس بریں صورت ہم نجات ایشاں ثابت مے شود و ہم ایمان ایشاں زیرا کہ در تو

ہمیں قدر ایمان اجمال بتحقق پیوانست شد چنانچہ درحق ورقہ بن نوفل نیز ہمیں قدر ثابت ست بریں سلک ہم عبارت فقہ اکبر از دست نمیرود زیرا کہ شاید عدم ایمان تفصیلی را و عدم ایمان معز دم علیہ را تعبیر بکفر کردہ باشند اما ابی وابوک فی النار ولم یؤذن لی بالشفاعۃ فیہما کہ درحق مادر شریفہ ارشاد شدہ ازیں ہر سہ سلک آبار کلی و منافرت تمام دارند (بالکل منافرت وابار نہیں ہے کیونکہ بدلائل ساطعہ انکی منسوخیت ثابت ہوگئی کمامر وہو الحق م) فالاولی فی ہذہ المسائل السکوت انتہی ما فی الفتاوی ۔ ۔

فیہ ما فیہ فافہم ولا تکن من الغافلین ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین ۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل

محمد کما تحب وترضی ؎

تمت

اعلان

بفضلہ تعالے ہمارے کتبخانہ میں ہر قسم کے قرآن شریف وحمائل سادہ ومترجم اور کتابیں عربی فارسی اُردو ہندی گورمکھی ناگری۔ انگریزی سرکاری نقشجات اور اکثر کتب نایاب زمانہ وغیرہ وغیرہ فروخت کے لئے موجود ہیں جو ہر ایک خریدار کو کفایت کے ساتھ مل سکتی ہیں اور خاصکر اہل تجارت کے لئے ایک خاص رعایت رکھی گئی ہے جو آجتک کسی کتبخانہ سے نہیں ہوئی ایک دفعہ کے مال منگانے سے امتحان کر سکتے ہیں اور ہر شخص کی فرمایش کی تعمیل بعجلت تمام وبکفایت مالا کلام زرنقد آنے پر یا بذریعہ ویلیوپی ایبل باطمینان کتبخانہ ہو سکتی ہے۔ اور نیز واضح ہو کہ اپنا پتہ مقام مثلاً ضلع وتحصیل وتھانہ وغیرہ وغیرہ صاف اور جلی قلم لکھدینا چاہیئے۔ تاکہ تعمیل میں ہرج واقع نہو۔ درخواستیں پتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

المشتہران

مولوی خدایار۔ نور احمد۔ نور محمد۔ فیض احمد صاحبان تاجران کتب ملتان بوہر دروازہ

ضمیمہ من کتابین جلیلین احدہما معجون الجواہر وثانیہما مرام الکلام للمحی الفرنگی محلی

خاطر ہین آپکو ان متعصبون کی کلام پہونچی ہوگی جو آنجناب کے آبا شریفہ کے اسلام مین تعصب
کرتے ہین حالانکہ کوئی اصل اصول اسلام سے ایسی نہین ہین جو انکے ثبوت اسلام سے
منہدم ہوتی ہو۔ پس اللہ کیطرف اس قوم کی شکایت ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ادب نہین کرتی۔ حافظ محدث امام سیوطی پر اللہ کی رحمت ہو کہ اُسنے۔
حضرت کے آبا شریفہ کے ثبوت اسلام مین چہہ رسالے لکہے ہین اور مخالفین کے
تمسکات کا جواب لکہا۔ علی قاری سے تعجب ہے کہ علامہ سیوطی کے بعض رسائل کا رد
لکہا۔ علی قاری کے شیخ ابن حجر نے اُسے نیند مین دیکہا کہ وہ کعبہ کی چہت
پر چڑہ کر نیچے گر پڑا۔ اس کی تعبیر دریافت کی تو معلوم ہوا کہ یہہ رنج و تعب
بوجہ اہانت والدین رسول اللہ کے پہونچا۔ قاری کی موت اسیطرح واقع ہوئی
جیسے اُسکے شیخ نے دیکہی تہی۔ یہہ ابن حجر کی کرامات سے ہے۔ بعض متعصبین
کا یہہ قول کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر مین یہہ لکہا ہے کہ آنجناب کے والدین
کفر پر مرے ہین افترا ہے۔ حاشا کہ وہ اپنے عقیدہ مین یہہ ذکر کرین
فقہ اکبر کے نسخہ متخالفہ مین اکثر نسخون مین یہہ ذکر نہین ہے۔ اگر فرض کرلین
کہ اسیطرح لکہا ہوا ہی تو بہی جواب ہو سکتا ہے کہ حدیث احیاء اسکا جواب ہے
مین امید کرتا ہون کہ جو لوگ حضرت کے آباء مطہر کا اسلام ثابت کرتے ہین
آنجناب اُنسے خوشنود ہونگے اور انکی شفاعت فرمائینگے اور جو لوگ انکی کفر پر
تعصب کرتے ہین اُنپر عتاب کرینگے (ملتقطا من معجون الجواہر) مرام الکلام مین
ذکر کیا ہے کہ حضرت کے والدین کے مسئلہ مین تین مذہب ہین اول
یہہ کہ وہ اہل فترت سے ہین۔ اہل فترت مین مختار قول یہہ ہے کہ اونہین نجات ہوگی۔

بعضونے امتحان کی شرط لگائی ہی - آنجناب کے والدین کا امتحان مین کامیاب ہونا بہت
سے علماء کا فتویٰ ہے ابن مسعود فرماتے ہین کہ آپ اپنے والدین سے
سوال کیے گئے تو فرمایا کہ مین نے اونکے لیئے اللہ سے سوال کیا جو مینے مانگا تہا
مجہے دیا گیا - ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے کہ آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ مین اپنے
والدین اور چچا ابوطالب اور اوسکے لیئے جو جاہلیت مین میرا بہائی تہا شفاعت
کرونگا دوسرا مذہب یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اونہین حجۃ الوداع مین زندہ کیا
اور وہ ایمان لائے - اسکو خطیب بغدادی - دارقطنی - ابن عساکر - ابن شاہین
محب الطبری - نے روایت کیا ہے - امام قرطبی - ابن المنذر صلاح صفدی
حافظ شمس الدین اسی طرف راغب ہین - تیسرا مذہب یہہ ہے - کہ وہ جاہلیتہ کے
مسلمانونکی مانند ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تہے جیسے زید بن عمرو بن نفیل
وقیس ابن عدہ - وورقہ بن نوفل - وعمر جہنی وغیرہم - امام رازی اسی کے قائل ہین
چنانچہ جناب آمنہ والدہ مطہرہ آنجناب نے موت کی بیماری مین اپنا دین ابراہیم علیہ السلام
کا بتلایا تہا - شیخ ابو القادری فرماتے ہین کہ حجۃ قاطعہ آپکے والدین شریفین کے
ثبوت الاسلام مین یہہ آیہ ہے وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا - پہر حافظ
صاحب نے مخالفین کے متمسکات کا جواب دیا ہے - کہا ہے کہ جو حدیث شریف
مین آیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سے سوال کیا کہ میرا باپ کہان ہی فرمایا آگ مین ہے
جب فیصلہ کر چکے تو اوسے بلا کر فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونون آگ مین ہین
حافظ صاحب فرماتے ہین کہ مراد اس سے اپنے چچا کو رکہا تہا لغ - مین کہتا
ہون یہہ تاویل ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ ابوطالب خود مسلمان تہے چنانچہ مینے
ایک رسالہ مسمے بقول الجلی فی نجات عم النبی ابی العلی اس بارہ مین لکہا ہے
اگرچہ یہہ جائز ہے ہو سکتا ہے کہ دخول نار سے خلود نار لازم نہین آتا مگر حق یہہ ہے

کہ یہہ اور دوسری وہ حدیثین جو اس مضمون کی ہین منسوخ ہین کما مر فی ترجمہ [illegible]

اور وہ حدیث جسمین ذکر ہے کہ مین اپنی والدہ کی قبر پر بہت رویا اور اوسکی شفاعت
کی درخواست کی مگر منظور نہ ہوئی - حافظ صاحب فرماتے ہین کہ گریہ آپکا وجہہ فراق
تھا یا بہ سبب اُن گناہون کے تھا جو اُنسے فترہ مین واقع ہوئے تہے جو ثواب کی زیادتی
کے مانع ہوئے - اور شفاعت بہی غالباً انہین گناہون کے لئے ہوگی جو بوجہہ
تاخیر مصلحت اُسوقت اذن ہوا - پہر حافظ صاحب لکھتے ہین کہ اگر ہم ان احادیث
کو ظاہر پر چہوڑ دین نہ منسوخ کرین نہ تاویل کرین تو احادیث احیاء ان احادیث کا
جواب کافی ہے یعنے جن حدیثون مین آپکے والدین کا زندہ ہونا مذکور ہے - وہ
کافی وشافی جواب ہین -

پہر لکہا ہے کہ علی قاری سے تعجب ہے کہ حضرت کے والدین کے کفر مین ایک رسالہ
لکہا اور اس مین یہہ لکہا ہے کہ (معاذ اللہ) آمنہ ملعونہ کافرہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگی
طرفہ یہہ کہ یہہ رسالہ اپنے اوستاد ابن حجر مکی کے پاس جرأت کرکے بہیجا
ابن حجر نے اوسکے رد مین ایک بڑا لمبا چوڑا رسالہ لکہا - نعوذ باللہ من غضب اللہ
غضب رسولہ - عمر ابن عبد العزیز کے سامنے سلیمان بن سعد نے (جو اسکا منشی تہا)
کہا کہ حضرت کے والدین ایسے تہے عمر بن عبد العزیز بہت غضبناک ہوئے اور اُسے
موقوف کردیا - جو شخص حضرت کے والدین شریفین کو معاذ اللہ کافر کہے جمہور
علماء نے اُسکے ملعون ہونیکا فتوے دیا ہے - قال اللہ تعالے ان الذین
یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ * ترجمہ - بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اوس کے
رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ نے انکو دنیا و آخرت مین لعنت کی ہے *

قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہین اس سے زیادہ کوئی ایذا نہین ہے کہ حضرت صلعم کے
والد کو دوزخی کہا جائے *

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مشکواۃ شریف کے ترجمہ مین تحت حدیث۔
بعثت من خیر قرون بنی آدم الخ فرماتے ہین اما ابائے کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پس ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانکہ فرمود بیرون آمدہ ام
از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علمائے حدیث آنرا تحریر و تقریر نمودہ
اند و بجز این علمی است کہ حق تعالے سبحانہ مخصوص گردانیدہ است باین متاخران را۔
یعنے علم آنکہ ابا و اجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودند و از کلام متقدمین
لائح میگردد کلمات بر خلاف آن و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء
خدائے جزائے خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ
و افادہ و اجادہ نمودہ این عار اطاہر باہر گردانیدہ است و حاشا اللہ کہ این نہج پاک را
درجات ظلمانی پلیدیہ نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباء او را مخزی و مخذول
گردانند۔ تمام شد

اشتہار واجب اللحاظ

کیا مسلمانون کو ان رسائل کے خرید کرنے مین بہی تامل ہو گا۔ ہر گز نہین

یہ وہ رسائل ہین۔ جنکے پڑہنے مین ثواب اور محبت نبوی کے حاصل کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہین

یعنی ارشاد الغبی الی اسلام ابا النبی ۲ و قول الجلی فی نجات عم النبی ۲ الی العلی

و شمس بازغہ در بیان عدم کراہت جماعت ثانیہ ۱

جنکو یہ رسائل مطلوب ہون بدکان مولوی خدا یار و نور احمد تاجران کتب شہر ملتان سے طلب فرماوین

المشتہر

بندہ پر قصور ... عفی عنہ۔